



سَيِّدُكَوْنَيْنِ جِوْشَرِ رَسَالَتِ سَابِ خَيْرِ النَّسَاءِ
زَوْجِ بَنِي الْمَرْضَى شَيْخِ الْوَالِدِ الْمَجْدُودِ كَرِيمِ

سَيِّدَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

دُرِّ خاتونِ حُجَّت

خَوَاتِنِ اِسْلَامِ كِي دُنْيَا وَ آخِرَتِ سَنُو اَرِ نَمِيْلِي

مَرْثَب

حَافِظُ مُحَمَّدٍ عَدِيلِ اَبُو سَفِيٍّ لَيْلِي

خَلِيفَةُ مَجَاز: دَر بَارِعِ اَلْيَسِيْرِيَا شَرِيفِ

نَاشِر

صَلَاتُكَ سَلَامُكَ كَيْشَرِ وَفَضْلِ اَبَادِ



سید کوئین جگر گوشہ رسالت سب خیر النساء
زوجہ علی المرتضیٰ شریفہ والدہ امجدین کریمین

سید فاطمہ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دیکھو خاتونِ جدت

خواتین اسلام کی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے

مرتب

حافظ محمد عدیل یوسف صلیبی

خلیفہ مجازہ دار عتائیسریاں شریف

ناشر

صلیہ سلیکٹیشن فیصل آباد

مفت حاصل کرنے اور ایصالِ ثواب کے لئے چھپوا کر تقسیم کرنے کیلئے رابطہ

0321-7611417

سید کوئین جگر گوشہ رسالت مآب خیر النساء
زوجہ بنی المصطفیٰ شریعہ والد ماجد بن کریمین

سید فاطمہ الزہراء علیہا السلام

رضی اللہ تعالیٰ عنہا
در کج خاتون جدت

خواتین اسلام کی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے

مکتب

حافظ محمد عدیل یوسف صلیبی

خلیفہ مجازہ دربارہ العزیزیاں شریف

ناشر

صدیقہ پبلیکیشنز فیصل آباد

عرضِ مرتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارکہ پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ صبحِ قیامت تک ذکر رسول ﷺ ہو ذکر آل رسول ﷺ ہوتا رہے گا۔ ماہِ رمضان المبارک کی 3 تاریخ کو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مبارک ہوا۔ اسی مناسبت سے سیدہ خاتونِ جنت کی مبارک سیرت اور ذکر خطبات میں کیا جاتا ہے۔ اہل ایمان فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرکز نور مرکزی جامع مسجد محی الدین میں شانِ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے معاشرے میں خواتین اسلام کو سیرت خاتونِ جنت سے آگاہی کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور اکثر مساجد میں صرف مرد حضرات ہی خطابات سماعت کرتے ہیں۔ اس لیے خواتین اسلام محروم رہتی ہیں۔ آرزو تھی سیرت مبارکہ ہر ماں، بہن، بیٹی پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سنوار سکے۔ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے مناقب عالی بیان کرنا سعادت بھی ہے اور تقاضائے ایمان بھی۔ ایمان کی جان حضور پر نور ﷺ کی لختِ جگر، حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی زوجہ خاتونِ جنت کی کس قدر عظمتوں کا بیان ہے۔ جنتی خواتین کی سردار..... شہزادے جنتی جوانوں کے سردار..... جن سے ہے حضور پر نور ﷺ کو کمال درجہ پیار..... اور حضور ﷺ نے ہر جگہ اس پیار کا کیا اظہار..... میرے اور آپ کے لیے ذکر خاتونِ جنت میں ہے۔ بہار ہی بہار..... مختصر ذکر خاتونِ جنت شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اس اُمید پر ان کے ذکر پاک کی برکات معاشرے میں تقسیم ہوں۔ ماحول معطر ہو۔ خواتین اسلام کی بقا کا سامان ہو سکے۔

مصباح دعا

محمد عدیل یوسف صدیقی

ابتدائیہ

حضور نبی کریم ﷺ نے تاقیامت اپنے اہلِ اُمت کے لیے دو چیزیں بطور ورثہ چھوڑیں۔ اُن دو گراں قدر چیزوں میں ایک کتاب اللہ ہے اور دوسری آپ ﷺ کی عترت و اہلِ بیت۔ اس ضمن میں امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے یہ بھی ایک موقع پہ اضافی ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ اور اہلِ بیت و عترت رسول مقبول ﷺ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کریں۔ حضرت احمد مختار ﷺ کی چار طاہرو طیب بیٹیاں حضرت اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ نوری سے پیدا ہوئیں۔ ان صاحبزادیوں کے اسم ہائے مقدس، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔

صاحبِ روضۃ الواعظین نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش سے کافی عرصہ پہلے نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ مجھے روح الامین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ بیٹی تولد ہوگی اور اس کا نام فاطمہ رکھا جائے کہ یہ اُن کا نسلی نام ہوگا۔ اس کے معنی پاک، بابرکت، پاکیزہ اور ختمِ اطوار کے ہیں۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مناقبِ عالی، انسانی فہم و ادراک سے بالا ہیں۔ ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ کے شوہر نامدار امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، آپ کی مادرِ مشفق اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ کے فرزندانِ والا گہر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جو انانِ جنت کے سردار ہیں۔

مفکر اسلام علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے رموزِ بیخودی میں کیا خوب لکھا ہے:

مزرعِ تسلیم را حاصلِ بقولِ نبی ﷺ

مادراں را اسوۂ کامل بتول رضی اللہ عنہا

بہر محتاجے دلش آن گوئے سوخت

با یہودی چادر خود را فروخت

نوری و ہم آتشی فرماں برش

گم رضائش در رضائے شوہرش

آن ادب پروردۂ صبر و رضا

آیا گردان و لب قرآن سرا

گریہ ہائے او زبائیں بے نیاز

گوہر افشاندے بدامان نماز

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے والد علیؑ کی فرماں بردار بیٹی تھیں اور حضور شافع یوم النشورؑ کی مزاج شناس بھی تھیں۔ انہوں نے اپنے والدِ معظمؑ سے کبھی کوئی فرمائش نہیں کی۔ آپ حضور اعلیٰؑ کے خلقِ عظیم کا نمونہ تھیں۔ اخلاق و عادات اور گفتگو میں رسول اللہ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔ سخاوت کا یہ عالم کہ کبھی کسی سائل کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ بطور عادت آپ ہمیشہ دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتیں اور ہر چھوٹے بڑے سے نرمی اور مہربانی سے پیش آتیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت رسالت مآبؑ کو بے حد عزیز تھیں۔ وہ بارگاہِ نبویؑ میں حاضر ہوتیں تو حضورؑ کھڑے ہو جاتے اور صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پاس بٹھا لیتے۔ رحمتِ دو عالمؑ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے کمال درجہ پیار اور محبت بھری تکریم سیدہ کی فضیلت پر دال ہے اور ان کے بلند رتبہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس عالی گوہر خاتون نے آغوش رسالت میں اصولِ زندگی سیکھے اور ان پر کما حقہ عمل کیا۔ چنانچہ معرفتِ الہی، اطاعتِ رسولؑ، تقویٰ و پاکیزگی، عفتِ مآبی، توکل اور راضی برضائے الہی کے باعث آپ آسمانِ اسلام کا

درخشندہ ستارہ بن گئیں۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نکاح کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ حضور پر نور ﷺ نے ایک مرتبہ حاضرینِ مجلس کو اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح علیؓ بن ابی طالب سے کر دوں۔ پس تم سب گواہ ہو کہ میں نے چار سو مثقال چاندی کے حق مہر کے عوض ان کا عقد کر دیا بشرطیکہ علیؓ (جو اس وقت حاضر نہ تھے) رضامند ہوں۔ اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے، انہوں نے ارشاد نبوی سن کر عرض کیا کہ میں راضی ہوں۔ نکاح کے بعد رسول ﷺ نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ زوجین کی پریشانیوں کو رفع کرے اور ان کی نسل کو معزز کرے اور میاں بیوی پر خداوندِ کریم کی برکت نازل ہو اور ان کی پاکیزہ نسل کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائے۔

ایک روز حضرت علیؓ گھر تشریف لائے اور فوراً کچھ کھانے کو مانگا۔ سیدہ فاطمہؓ نے بتایا کہ مسلسل تین روز سے گھر میں اناج کا ایک دانہ تک نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ جواباً سیدہ نے فرمایا کہ اے شوہر محترم میرے والدِ گرامیؓ نے رخصتی کے وقت مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ میں کبھی کوئی سوال کر کے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہؓ گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں۔ چلی سے آٹا پیس پیس کر ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھربار کی صفائی اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے لیکن آپؓ اس مشقت سے گھبراتی نہ تھیں۔ گھر کے دھندوں کے علاوہ یہ پاک بی بیؓ عبادتِ الہی بھی کثرت سے کیا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا کہ مسلمان عورت کے اوصاف کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ”عورت کو چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ اپنی اولاد پر شفقت کرے اور اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اپنی زینت چھپائے۔ نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھنے پائے۔“ سرورِ کائنات ﷺ ہر صابری کا یہ جواب سن کر بہت مسرور ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے کتنی بار مختلف موقعوں پر ارشاد فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت پاک پر عمل کرنے اور ان کے اسوۂ حسنہ پر اپنے اخلاق و کردار کو استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)
☆☆☆

سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا موثر لائحہ عمل ماہنامہ محی الدین فیصل آباد

خود پڑھیں

دوستوں کو تحفہ دیں

حاصل کرنے کے لیے رابطہ

صدیقیہ پبلی کیشنز فیصل آباد

0321-7611417

مناقب

حضور نبی کریم، قاسمِ جنت و کوثرِ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَتِي فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي۔

ترجمہ: فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔

(صحیح بخاری، ج: ۱، صفحہ: ۵۳۲)

بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے:

”فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔“

(بخاری، جلد: ۲، ص: ۶۸۷)

رحمۃ العالمین ﷺ نے فرمایا:

مَسِيدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔

(البدایہ والنہایہ، حافظ ابن کثیر)

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

”فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء العالمین (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) ہیں۔“

(”الاصابہ“ حافظ ابن حجر)



(درود شریف کی کثرت کریں کہ یہ قربِ رسول ﷺ کا ذریعہ ہے۔)

﴿فرمان حضرت خواجہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مادراں را اسوۂ کامل بتول رضی اللہ عنہا

﴿حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ﴾

مزرع تسلیم را حاصل بتول رضی اللہ عنہا

مادراں را اسوۂ کامل بتول

ترجمہ: حضرت سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی شان یہ ہے کہ وہ تسلیم و رضا کی کھیتی کا حاصل اور مادوں کے لیے تقلید کا مکمل اور بہترین نمونہ ہیں۔

بہر محتاجے دلش آں گلنہ سوخت

با یہودی چادر خود را فروخت

ترجمہ: ایک محتاج کی خاطر ان کا دل ایسا تڑپا کہ اس کی اعانت کے لیے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کر دی۔

نوری دہم آتش فرماں برش

گم رضائش در رضائے شوہرش

ترجمہ: نوری بھی اور ناری بھی سب ان کے فرماں بردار تھے۔ انہوں نے شوہر کی رضا میں اپنی رضا گم کر دی۔

آن ادب پروردہ صبر و رضا

آسیا گردان لب قرآن سرا

ترجمہ: انہوں نے صبر و رضا والے ایسے ماحول میں پرورش پائی تھی کہ چمکی چلاتی رہتی تھیں اور لب ہائے مبارک پر قرآن کی تلاوت جاری ہوتی تھی۔

گریہ ہائے او زبائیں بے نیاز

گوہر افشانے بدامان نماز

ترجمہ: ان کا گریہ تکلیف سے بے نیاز تھا وہ اپنے آنسوؤں کے مہر تھی جانماز پر گرایا کرتی تھیں (کیونکہ

ان کی راتیں بستر پر نہیں بلکہ مصلے پر گزرتی تھیں۔)

اشکِ او پرچید جبریل امیں

ہم چو شبنم ریخت بر عرش بریں

ترجمہ: ان کے آنسو جبریل امین زمین سے چلتے تھے اور قطراتِ شبنم کی طرح انہیں عرشِ بریں پر ٹپکا دیتے تھے۔

روحِ آئینِ حق زنجیرِ پاست

پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ ست

ترجمہ: میرے پاؤں میں شریعت کے رشتے کی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور جنابِ مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کا پاس ہے۔

ورنہ گردِ تڑپش گردیدے

سجدہ ہا بر خاکِ او پاشیدے

ترجمہ: ورنہ میں ان کی تربت کا طواف کرتا..... اور اپنے سجدے اس کی خاک پر نچاؤں کرتا۔

☆☆☆☆☆

سرکارِ دو عالم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مسلمان عورت

کے اوصاف کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ

”عورت کو چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت

کرے۔ اپنی اولاد پر شفقت کرے اور اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اپنی

زینت چھپائے۔ نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھنے پائے۔“

نام و القاب

اسم گرامی فاطمہ ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ فطم کے معنی لغت میں بچے کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں تو گویا فاطمہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔

چند مشہور القاب یہ ہیں:

| | | |
|------|---|---|
| (۱) | زہراء | یعنی تازل پھول کی طرح پاکیزہ..... حسین و جمیل۔ |
| (۲) | بتول | اللہ کی سچی اور بے لوث بندی..... اللہ کی راہ میں دنیا سے قطع تعلق کر لینے والی۔ |
| (۳) | سیدۃ النساء العالمین | سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار |
| (۴) | سیدۃ النساء اہل الجنة | جنت کی عورتوں کی سردار |
| (۵) | زاکیہ | نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ عادات و اخلاق والی |
| (۶) | راضیہ | اللہ اور رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی رضا پر راضی رہنے والی |
| (۷) | بضعة الرسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> | جگر گوشہ رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> |
| (۸) | البضعة النبویہ | نبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی لختِ جگر |
| (۹) | ام ابیہا | کریمۃ الطرفین۔ باپ اور ماں دونوں کی نسبت سے عالی مرتبہ |
| (۱۰) | طاہرہ | پاک باز خاتون |
| (۱۱) | مطہرہ | پاک صاف خاتون |
| (۱۲) | مرضیہ | اللہ اور اس کے رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی مرضی پر چلنے والی |
| (۱۳) | عذرا | دوشیزہ |

شادی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی نے ایک دن ان سے پوچھا:

”کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بھیجا؟“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”معلوم نہیں۔“

اس نے کہا: ”آپ کیوں پیغام نہیں بھیجتے؟“

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں۔“

اس نیک بخت نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

میں حاضر ہوئے تو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور کچھ فطری حیا کی وجہ سے کہ زبان سے کچھ نہ کہہ

سکے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی توجہ فرمائی اور پوچھا:

”علی آج خلافِ معمول بالکل ہی چپ چاپ ہو، کیا فاطمہ سے نکاح کی درخواست لے کر آئے ہو؟“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”تمہارے پاس حق مہر ادا کرنے کے لیے بھی کچھ ہے؟“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھوڑا تو لڑائی کے لیے ضروری ہے، زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت لے آؤ۔“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ زرہ فروخت کے لیے صحابہ کے سامنے پیش کی۔ حضرت عثمان

ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ۴۸۰ درہم پر یہ زرہ خرید لی اور پھر ہدیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس دے دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ رقم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی حاصل کر لی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ کی قیمت فروخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کرو اور ایک تہائی سامانِ شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو“۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔ (خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی وہ کیفیت دور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا جائے۔)

جب بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربارِ رسالت (مسجد نبوی) میں جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

”اے گروہِ مہاجرین و انصار مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں۔ میں تمہارے سامنے اسی حکم کی تعمیل کرتا ہوں“۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی

تفصیل یہ ہے:

(۱)..... ایک بسترِ مضرِی کپڑے کا، جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

(۲)..... ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

(۳).....ایک چڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(۴).....ایک مشکیزہ۔

(۵).....دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لیے۔

(۶).....ایک چکی (ایک روایت میں ۲ چکیاں درج ہیں)۔

(۷).....ایک پیالہ۔

(۸).....دو چادریں۔

(۹).....دو بازو بند نقرئی۔

(۱۰).....ایک جانماز۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ نے جو اشیاء اس مقصد کے لیے منگوائی تھیں ان سب کا مالیدہ تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باہر جا کر جو مسلمان بھی ملے اسے اندر لے آؤ۔ چنانچہ بہت سے مہاجرین و انصار کو اس بابرکت دعوت میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب مہمانوں نے کھانا کھالیا تو آپ ﷺ نے ایک پیالہ کھانا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرمایا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں حاضر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس سے بہتر اور عمدہ دعوتِ ولیمہ کسی کی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے گوشت اور چھوہارے سے کھانا تیار کرایا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے مدینہ کے لوگوں کو بلا بھیجا اور اپنے دستِ مبارک سے مہمانوں میں تقسیم فرمایا۔

ازدواجی زندگی

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیدہ بھی اپنے شوہر نامدار کا دل و جان سے احترام کرتی تھیں اور ان کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نختِ جگر کو ہمیشہ نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ عورت کا سب سے بڑا فرض خاوند کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ اس لیے وہ علی رضی اللہ عنہ کی ہر طرح اطاعت کریں۔ دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تاکید فرماتے رہتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اچھا برتاؤ کرو۔ چنانچہ میاں بیوی کے مثالی تعلقات کی وجہ سے ان کا گھر جنت کا نمونہ بن گیا تھا۔ تاہم دو چار موقعے ایسے ضرور پیش آئے جن میں میاں بیوی میں معمولی رنجش پیدا ہوگئی، انسانی فطرت اور زمانے کے اقتضا کے پیش نظر میاں بیوی کے تعلقاتِ معاشرت میں ایسے اتفاقات کا پیش آ جانا کوئی انہونی بات نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی رنجش بھی محض اتفاقی تھی اور جو نبی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مداخلت فرمائی ان کے دلوں میں ملال کا شائبہ تک نہ رہا۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی بات پر کچھ رنجش ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے گھر تشریف لے گئے! اس وقت روئے انور پر نون و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سمجھا بھجا کر صفائی کرا دی۔ جب باہر تشریف لائے تو بہت بشاش تھے اور چہرہ مبارک فرط مسرت اور اطمینان سے چمک رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا..... ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ گھر کے اندر گئے تو چہرہ مبارک متغیر تھا اور باہر تشریف لائے ہیں تو بہت خوش اور مطمئن نظر آ رہے ہیں یہ کیا بات ہے؟“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے ان دو شخصوں میں صلح صفائی کرا دی جو مجھے بہت زیادہ

عزیز ہیں۔“ (مدارج النبوة)

اسی طرح ایک بار اور میاں بیوی میں کچھ شکر رنجی ہوگئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر گئیں۔ ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے شکایت پیش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”بیٹی ذرا خیال کرو ایسا کون سا شوہر ہے جو اپنی بیوی کے پاس اس طرح خاموش چلا آتا ہے۔“

ایک دوسری روایت کے مطابق حضور ﷺ نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔
 ”بیٹی میری بات غور سے سنو، کوئی میاں بیوی ایسے نہیں ہیں جن کے درمیان کبھی اختلاف رائے پیدا نہ ہو اور کون مرد ایسا ہے جو ہر کام بیوی کے مزاج کے مطابق ہی کرتا ہے اور اپنی بیوی کی کسی بات پر ناخوشی کا اظہار نہیں کرتا۔“

رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
 ”خدا کی قسم آئندہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو یا جس سے تمہاری دل شکنی ہو۔“ (طبقات ابن سعد و اصاۃ لابن حجر)

”مدارج النبوۃ“ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرمادی تھی۔ چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ وہ سب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ تھے اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھے اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت بھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا، تمہارے ابن عم کہاں ہیں؟ بولیں، مجھ میں اور ان میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصہ میں چلے گئے

ہیں اور یہاں (دوپہر کو) نہیں لیٹے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، دیکھو وہ کہاں ہیں۔ اس نے آکر خبر دی کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور مٹی جسم میں لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اٹھو ابوتراب، اٹھو ابوتراب۔“

حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھر لائے اور دونوں میاں بیوی میں صلح کرادی۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہلایا جانا عمر بھر بہت محبوب رہا۔
مذکرہ بالا تین چار اتفاقی واقعات کے سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی ہمیشہ نہایت خوشگوار رہی اور ان کا گھر پاکیزگی، اطمینان، سادگی، قناعت اور سعادت کا گہوارہ بنا رہا۔

☆..... ایک بار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بخار آگیا۔ رات انہوں نے سخت بے چینی میں کاٹی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔ پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔ فجر کی اذان سن کر بیدار ہوا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وضو کر رہی ہیں۔ میں نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی واپس آیا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں۔ میں نے کہا، فاطمہ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا۔ رات بھر تمہیں بخار رہا۔ صبح اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا۔ اب چکی پیس رہی ہو۔ خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اگر میں اپنے فرائض ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو کچھ پروا نہیں ہے۔ میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، اللہ کی اطاعت کے لیے اور چکی پیسی تمہاری اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لیے۔

☆..... سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری مادرِ گرامی کی زندگی میں باہر کے تمام کام ہمارے والدِ بزرگوار انجام دیتے تھے اور گھر کے اندر تمام کام کاج، کھانا پکانا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا وغیرہ سب ہماری مادرِ گرامی خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔

☆..... کھانے کا یہ اصول تھا کہ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔

☆..... ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر پر گھاس کا ایک گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو۔ اس وقت وہ کسی کام میں مصروف تھیں جلد نہ اٹھ سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا: ”معلوم ہوتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہرگز نہیں میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلد نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہیں میں انہیں کرنے میں سبکی کیسے محسوس کر سکتی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا جواب سن کر متبسم ہو گئے اور کوٹھڑی کے اندر چلے گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہی اوصاف و خصائل تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حسنِ معاشرت کیسا تھا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

”فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھی جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا۔“

شمال و خصائل

سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کی صورت اور گفتار و رفتار سرورِ دو عالم ﷺ سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھی۔ حضورِ نور ﷺ کے بہت سے ظاہری و باطنی اوصاف ان کی ذات میں موجود تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ شکل و صورت میں حضرت فاطمہؑ اپنی والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰؑ سے بہت مشابہ تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ میں نے طور و طریق کی خوبی، اخلاق و کردار کی پاکیزگی، نشست و برخاست، طرز گفتگو اور لب و لہجہ میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ فاطمہؑ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار بھی بالکل رسول اللہ ﷺ کی رفتار تھی۔

اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؑ رفتار و گفتار میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ تھیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم سب بیویاں آپ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ فاطمہؑ سانسے آئیں، بالکل رسول اللہ ﷺ کی چال تھی۔ ذرا بھی فرق نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بڑے تپاک سے بلا کر (مرحبا یا بنتی کہہ کر) پاس بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے اُن کے کان میں کچھ فرمایا، وہ رونے لگیں۔ ان کو روتے دیکھ کر آپ ﷺ نے پھر اُن کے کان میں کچھ کہا، وہ ہنسنے لگیں۔

میں نے فاطمہؑ سے کہا، فاطمہ تمام بیویوں کو چھوڑ کر تم سے رسول اللہ ﷺ اپنے راز کی باتیں کہتے ہیں اور تم روتی ہو۔ آپ ﷺ جب تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہؑ سے واقعہ (رونے اور ہنسنے کا سبب) پوچھا۔ انہوں نے کہا، میں ابا جان کا راز فاش نہیں کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے فاطمہؑ سے کہا، فاطمہ میرا تم پر جو حق ہے میں تم کو اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اس دن کی بات مجھ سے کہہ دو۔ انہوں نے کہا، ہاں اب ممکن ہے، میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی جلد وفات کی خبر دی تھی اور ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا، فاطمہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تم دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔

عبادت اور شب بیداری

سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو عبادتِ الہی سے بے انتہا شغف تھا۔ وہ قائمِ اللیل اور دائمِ الصوم تھیں۔ خوفِ الہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتی تھیں۔ مسجد نبوی کے پہلو میں گھر تھا۔ سر وہ عالمِ مکی علیہ السلام کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔ ان میں عقوبت اور محاسبہ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آجاتا تھا۔ تلاوتِ قرآن کرتے وقت عقوبت و عذاب کی آیات آجاتیں تو جسمِ اطہر پر کچکی طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے سیل اشک روالا ہو جاتا ہے۔

زبان پر اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ خدا کا ذکر کرتی جاتی تھیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام گھر کے کام کام میں لگی رہتی تھیں اور قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ وہ چکی پیستے وقت بھی (کوئی گیت گانے کی بجائے) قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں۔

علامہ اقبال نے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے:

آن ادب پروردہ صبر و رضا آسیا گردان و لب قرآن سرا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ فاطمہ علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عبادت کرتی تھیں لیکن گھر کے کام و دھندوں میں فرق نہ آنے دیتی تھیں۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام و دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریبہ و زاری کرتے، نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے مانگتی تھیں۔

عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلے آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادرِ گرامی نماز کے لیے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں، اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ مادرِ گرامی نے مومنین اور مومنات کے لیے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔

میں نے عرض کیا ”اماں جان آپ نے سب کے لیے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی؟“

فرمایا: ”بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا۔“ (مدارج النبوة)

حضرت خواجہ حسن بھری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں۔

بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادت الہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ و ریشے میں سما گئی تھی۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر گریستی کے کام کام کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

اسی لیے ان کا لقب بتول پڑ گیا تھا۔



زہد و قناعت

جس زمانے میں فتوحات اسلام روز بروز وسعت پذیر ہو رہی تھیں، مدینہ منورہ میں بکثرت مال غنیمت آنا شروع ہو گیا تھا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ فاتح کو لڑائی کے بعد جو مال غنیمت ہاتھ آتا اس کا تین چوتھائی لشکر کا حصہ ہوتا اور ایک چوتھائی فریقِ غالب کے سردار کا۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم الہی

اِنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (یعنی اے مسلمانوں جان رکھو کہ جو مال تم لڑائی میں حاصل کر لاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے) کے مطابق اس رواج میں تبدیلی کردی اور صرف پانچواں حصہ اپنے پاس رکھ کر چار حصے عامۃ المسلمین میں تقسیم کر دیتے۔ اپنا حصہ بھی حضور ﷺ سب راہِ خدا میں صرف کر دیتے اور فقر و فاقہ اور قناعت سے اپنی زندگی گزارتے حتیٰ کہ ازواجِ مطہرات اور اپنی لختِ جگر فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے بھی آپ ﷺ نے آسائش کا کوئی انتظام نہ فرمایا، اگر کبھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اشارۃً کنایۃً لوٹدی یا کنیز کے لیے استدعا کرتیں تو حضور ﷺ فرماتے..... ”بیٹی فقراء اور یتامی کا حق فائق ہے۔“ کبھی ان کی دوسرے طریقوں سے سمجھا بجا کر تسلی و تشفی فرما دیتے۔

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”فاطمہ چکی پیتے پیتے تمہارے ہاتھوں میں آبلے (گھٹے) پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضور ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں جاؤ اپنے ابا جان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔“

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم و حیا حرفِ مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر بارگاہِ نبوی میں حاضر رہ کر گھر واپس آ گئیں اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ سے کثیر مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لوٹڈی کے لیے درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں تم کو کوئی لوٹڈی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحابِ مقدہ کی خورد و نوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھربار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد سن کر دونوں میاں بیوی خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا لوٹڈی مانگنے کے لیے سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکیں کیونکہ ان کے مزاج میں شرم و حیا بہت زیادہ تھی۔ آخر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آگئیں۔ ام المومنین نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی تو دوسرے دن حضور ﷺ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

”فاطمہ“ کل تم کس غرض کے لیے میرے پاس گئی تھیں۔

سیدہ رضی اللہ عنہا شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کر سکیں۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ فاطمہ کی یہ حالت ہے کہ چکی پیٹے پیٹے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے ہیں۔ مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں۔ ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل حضور ﷺ کے پاس مالی غنیمت میں لوٹڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لوٹڈی مانگ لاؤ تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے۔ یہی درخواست لے کر یہ کل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔“

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بیٹی بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حقدار ہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جس چیز کی خواہش مند تھیں اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو

ہاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو۔ اور سوتے وقت تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے لوٹدی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔“

ایک دفعہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ مسجد نبوی میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا سرورِ عالم ﷺ کو دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔ ”یہ کہاں سے آیا ہے۔“

سیدہ فاطمہؑ نے عرض کیا: ”ابا جان تھوڑے سے بچہ پیس کر روٹی پکائی تھی، جب بچوں کو کھلا رہی تھی خیال آیا کہ ابا جان کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں معلوم نہیں وہ کس حال میں ہوں، اے خدا کے رسول برحق ﷺ یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی ہے۔“

سرکارِ دو عالم ﷺ نے روٹی تناول فرمائی اور سیدہ فاطمہؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے میری بچی چار وقت کے بعد روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں پہنچا ہے۔“

ایک دفعہ سیدۃ النساء فاطمہؑ بیمار ہو گئیں۔ رسول اکرم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنے ایک جاں نثار حضرت عمران بن حصینؓ کو ساتھ لیا اور اپنی لختِ جگر کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہنچ کر داخلے کی اجازت مانگی۔ اندر سے سیدہ فاطمہؑ کی آواز آئی ”تشریف لائیے۔“

حضور ﷺ نے فرمایا ”میرے ساتھ عمران بن حصین بھی ہیں۔“

سیدہ فاطمہؑ نے عرض کیا ”ابا جان! اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے کہ پردہ کروں۔“

حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک اندر پھینک دی اور فرمایا: ”بٹی اس سے پردہ کرلو۔“

اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت عمرانؓ اندر تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہؑ سے

ان کا حال پوچھا۔

سیدہ فاطمہؑ نے عرض کی ”ابا جان ہڈت درد سے بے چین ہوں اور بھوک سے تڑپا ہوں۔“

ہوں کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے میری بچی صبر کر، میں بھی آج تین دن سے بھوکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جو کچھ مانگتا وہ ضرور مجھے عطا کرتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔“ پھر حضور ﷺ نے اپنا دستِ شفقت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پشت پر پھیرا اور فرمایا:

”اے لختِ جگر دنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو، تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔“

☆..... ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔ شام کے قریب ایک تاجر کے اونٹ آئے اسے اونٹوں سے سامان اتروانے کے لیے ایک مزدور کی ضرورت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور پہر رات تک اس کے اونٹوں کا سامان اتارا۔ تاجر نے ایک درہم محنت کا معاوضہ دیا۔ چونکہ رات زیادہ آچکی تھی اس لیے خورد و نوش کی دکانیں بند ہو چکی تھیں تاہم ایک دوکان سے جو مل گئے۔ شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک درہم کے ہو لے کر گھر آئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دیر سے راہ تک رہی تھیں۔ شوہر نامدار کو دیکھ کر باغِ باغ ہو گئیں۔ جو ان سے لے کر چکی میں پیسے، پھر ان کو گوندھا، آگ جلائی اور روٹی پکا کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی، جب وہ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت سید البشر ﷺ کا یہ قول مبارک یاد آیا کہ فاطمہ دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے۔

☆..... ایک دن رسول اکرم ﷺ کے خانہ اقدس میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کا بھی یہی حال تھا۔ حضور ﷺ بھوک کی حالت میں کاشانہ اقدس سے باہر نکلے۔ راستے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مل گئے۔ اتفاق سے وہ بھی اس دن فاقہ سے تھے۔ حضور ﷺ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں گئے ہوئے تھے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے حضور ﷺ کو احوال و سہلا کہا۔ حضور ﷺ نے نے پوچھا: ”ابو ایوب کہاں ہیں؟“

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا باغ مکان کے بالکل قریب تھا انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے گھر پہنچے اور یہ گچھا مہمانانِ عزیز کی خدمت میں پیش کیا، اس کے ساتھ ہی فوراً ایک بکری ذبح کی۔ آدھے گوشت کا سالن پکوا یا اور آدھے کے کباب بنوائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی پر کچھ گوشت رکھ کر فرمایا:

”اے فاطمہ کو بھیج دو اس پر کئی دن کا فاقہ ہے۔“

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے تعمیلِ ارشاد کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کرام کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ بڑے تکلف کھانا کھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بندوں سے دنیاوی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (یعنی ان نعمتوں کا حق تم نے کیسے ادا کیا)۔

☆..... حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آ کر دریافت فرمایا، ”میرے دونوں بیٹے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟“

میں نے عرض کیا: ”ابا جان آج صبح ہمارے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی، علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ان دونوں بچوں کو ساتھ لے کر فلاں یہودی کے پاس (مزدوری کے لیے) جا رہا ہوں، ایسا نہ ہو کہ یہ بچے کھانے کے لیے بروئیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے ہیں اور ان کے قریب چند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”اے علی اس سے پہلے کہ دھوپ تیز ہو جائے ان بچوں کو واپس گھر لے جاؤ۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے گھر میں کھانے کے لیے کوئی

چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر تشریف رکھیں میں درخت سے گری ہوئی کھجوریں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے جن لوں۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے رک گئے اور اس اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے لیے کھجوریں جن کر ایک کپڑے میں ڈال لیں اور چل پڑے۔ بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ ﷺ نے اٹھالیا اور ایک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح سب گھر پہنچے۔

☆..... ایک دن سرورِ عالم ﷺ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اس میں بھی تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر ابدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

”فاطمہ دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر دے گا۔“

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ سامنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور بالکل حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ قریب ہو، یہ ذرا قریب ہوئیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا، اے فاطمہ قریب ہو، یہ ذرا اور قریب ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے اے فاطمہ قریب ہو۔ یہ آپ ﷺ سے اور قریب ہو گئیں اور بالکل آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ اس وقت ان کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خون نہیں رہ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں پھیلائیں پھر اپنی ہتھیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھی اور اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اے میرے اللہ، بھوکے کے پیٹ کو بھر دینے والے اور حاجت کو پورا کرنے والے اور گرے ہوئے کو بلند کرنے والے، فاطمہ بنت محمد ﷺ کو بھوکا نہ رکھ۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر جو پیلا پن تھا وہ جاتا رہا اور خون ظاہر ہو گیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ اے عمران مجھے اس وقت سے کبھی بھوک نے نہیں ستایا۔ (طبرانی)

ایثار و سخاوت

ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا:

”کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟“

انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ..... قسم ہے اللہ کی“ بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں۔“

حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا:

”تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟“

سید الخرج حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔“

حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھا تک دے؟“

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نو مسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند

گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کا

دروازہ کھٹکھٹایا..... سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کون ہے؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی ”اے سچے رسول ﷺ کی بیٹی، اس مسکین کی

خوراک کا بندوبست کیجئے۔“

سیدہ عالم رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اے سلمان، خدا کی قسم آج سب کو تیرا فاقہ

ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر

شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو۔

حضرت سلمان اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ عالم فیہا کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

”اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر تو ریت میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ فیہا کے باپ ﷺ پر ایمان لایا۔“

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان فیہا کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہ فیہا کو واپس بھیج دی۔ وہ سیدہ فیہا کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے انانج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فیہا کو دیں۔ انہوں نے کہا،

”اے میرے آقا ﷺ کی نختِ جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجئے۔“

سیدۃ النساء فیہا نے جواب دیا:

”سلمان جو چیز میں راہِ خدا میں دے چکی ہوں وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔“

حضرت سلمان فیہا روٹیاں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر حضرت فاطمہ الزہراء فیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا، آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی:

”بارِ الہا فاطمہ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔“

علامہ اقبال نے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بہتر محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودی چادر خود راہ فروخت

☆..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا، ”میں بھوکا ہوں“ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دست سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکیںوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْثُ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَمِيرًا ○ (الدھر)

ترجمہ: اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

☆..... ایک مرتبہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہِ خدا میں دے دوں۔“

☆..... سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والد بزرگوار (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا) نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو“۔ والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا ”جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔“

باپ بیٹی کی محبت

سرورِ عالم ﷺ کو سیدہ فاطمہ الزہراءؑ سے بے انتہا محبت تھی اور سیدہؑ بھی حضور ﷺ سے والہانہ محبت کرتی تھیں۔ خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جب کبھی آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہؑ سے مل کے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہؑ سے آکر ملتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھیؑ سے روایت ہے کہ جب فاطمہؑ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ازارِ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، محبت سے آپ ﷺ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہؑ سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندانِ بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہؑ ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؑ کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ اگر سرورِ عالم ﷺ کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی

کیفیت ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ ﷺ اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی بھجواتے۔ اگر کہیں سے کوئی کھانے پینے کی چیز آجاتی تو آپ ﷺ اس میں سے بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ضرور نکالتے اور ان کو بھجوا دیتے کہیں سے کپڑا آتا تو وہ بقدرِ مناسب سیدہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے۔ اگر کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے اور سیدہ رضی اللہ عنہا گھر میں بھوکی ہوتیں تو میزبان کی اجازت سے ان کے لیے کچھ کھانا بھیج دیتے۔

☆..... حضرت ابو ثعلبہ حنسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ ﷺ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور ﷺ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے، پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے پھر ازواجِ مطہرات کے یہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لے چلے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپ ﷺ کا چہرہ چومنا شروع کر دیا۔ (بروایت دیگر آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ و زاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی ادنیٰ سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔ (کنز العمال، طبرانی، بیہقی، حاکم)

☆☆☆☆☆

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سفرِ آخرت

سرورِ عالم ﷺ کی جدائی کا سب سے زیادہ صدمہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہوا۔ وہ ہر وقت غمگین اور دل گرفتہ رہنے لگیں۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

رحمتِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو بھی خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آپہنچا جس کی وہ اسی دن سے منتظر تھیں، جب حضور ﷺ نے انہیں بتایا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے عالمِ آخرت میں ملوگی۔

علامہ محبت طبری نے ”ریاض النضرۃ“ میں حضرت علی (زین العابدین رضی اللہ عنہ) بن حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آگے تشریف لائیے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن! آپ کی موجودگی میں؟ انہوں نے کہا، ہاں آپ آگے تشریف لائیے۔ خدا کی قسم آپ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہ رات کو دفن کر دی گئیں۔

(ریاض النضرۃ جلد ۱، ص: ۱۵۶)

علامہ ابن سعد نے ”طبقات“ میں مکمل سند کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے:

”ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ ﷺ پر نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔“ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۹ طبع لیڈن یورپ)

ماہنامہ محی الدین حاصل کرنے کیلئے رابطہ نمبرز

- 0300-9431346 حاجی محمد الیاس صدیقی (لاہور)
- 0303-7866993 محمد عامر شہزاد صدیقی (خانیوال)
- 0301-6200622 قیصر سبحانی صدیقی (کڑیانوالہ ضلع گجرات)
- 0333-6917467 خلیفہ محمد اعظم صدیقی (ساہیوال)
- 0300-8850124 محمد محسن صدیقی (مانانوالہ)
- 0345-7679375 خلیفہ محمد صدیق صدیقی (ہزاری شریف آزاد کشمیر)
- 0346-6011700 خلیفہ علامہ مظہر الحق صدیقی (گجرات)
- 0346-5188653 خلیفہ علامہ فیض الحق صدیقی (چڑھوتی آزاد کشمیر)
- 0300-9146279 خلیفہ برکت حسین صدیقی (کہوٹہ)
- 0345-5585090 محمد نصیب بٹ صدیقی (گوجران خان)
- 0321-4849639 خلیفہ محمد شریف ڈار صدیقی (لاہور)
- 0347-7863232 خلیفہ نذیر خان صدیقی (سیالکوٹ)
- 0334-4712874 علامہ ضیاء الرحمان صدیقی (سیالکوٹ)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے
خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا
بیٹی یہ بتاؤ عورت کی سب سے اچھی
صفت کون سی ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:
”عورت کی سب سے اچھی صفت
یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور
نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔“ اَحْيَاءُ الْعَالَمِينَ

علامہ حافظ محمد علی صاحب دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز: دربارِ عالمیہ نیرتیاں شریف
مدیر: ناہنامہ محی الدین فیصل آباد

0321-7611417

